نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

لودیانہ ۱۱ نومبر [illegible]ع

قیمت فی پرچہ [illegible]

اشتہار

[illegible]

صاحبان [illegible] تجارت [illegible]

[illegible]

[illegible]

بقیہ صبح کا بھولا شام کو لوٹتا

[illegible]

ہندوستان میں آج کل طور پر ہو ہوا کہ ہوا اور بادشاہ گردی میں فرور ہو رہی کوئی بادشاہ بیٹھا اور کوئی وزیر بگڑ بیٹھا۔ کسی صوبہ کی نظامت تو ہاتھ آتی نہیں جائیگی اور نہ کسی فوج کی سپہ سالاری پس قاضی کی طرح شہر کے فکر میں مجھے دُبلا ہوتا کیا ضرور ہے فائدے کی یہی ہو کہ بازار جاکر اپنے ہمجنسوں کی خبروں اور بیہودہ بیہودہ گپ کر اپنا اور اپنے تواحقوں کا پیٹ بھروں۔ اسی سوچ میں بازار تک پہونچا اور ابھی منہہ نیچا کئے چلا جاتا ہی تھا کہ اوپر سے پیر بادشاہ پوچ نے آواز دیکر اپنے چوبارہ پر بلا لیا۔ یہہ پوچ صاحب مالیرکوٹلے کا رئیس … بڑا متمول اور ساتھ ہی ساتھ بڑا معقول بھی تھا سرکار دربار میں قدر و منزلت اور عام لوگوں میں اُسکی بڑی عزت تھی قریب جوار کے سب رؤسا اُسکے … اور … رہتے تھے یوں تو سب علموں میں یکتا تھا مگر خصوص جوتش کے علم میں … بھر میں اپنی ثانی نہیں رکھتا تھا بھٹیارکو بڑے تپاک سے پاس بیٹھا کر یوں گویا ہوا کیوں جی آج کل تمہارے ڈیرے میں بڑا جھگڑے رہتا ہو سنتا ہوں کہ دو تین تو وارد ہندوستانی ہو کئے دنوں سے شہر میں پھر رہے ہیں تمہارے ہاں جا بیٹھتے اور انکی گفتگو سننے کو اِدہر اُدہر کی بہت سی بھیڑ بھاڑ جمع ہو جاتی ہو سنا ہے کوئی دینی بحث پر چھاؤ … رہے … کبھی کبھی اسی سرا میں اُترا کیا کرتے ہیں اکثر ایسے ہی لوگ صبح و شام جمع ہوجایا کرتے ہیں میں خود کئی دفعہ تک ہاں آیا اور بات چیت کا برابر مزہ اُٹھایا مگر ذرا بتلاؤ کہ یہہ کس شہر کے ہیں اور کس ڈھنگ کی گفتگو کرتے ہیں … خدا اور انسان یا دنیا و عاقبت کے بارے میں کوئی نیا نکتہ ایجاد کرتے ہوں تو ظاہر کرنا چاہئے کہ میں بھی اُسمیں غور کروں۔ پوچ جی کی یہہ میٹھی میٹھی اور مزہ میز باتیں سنکر بھٹیارا نہایت خوش ہوا اور موٗدبانہ طور پر کہنے لگا کہ فی الحقیقت بہت روز سے ڈیرے پر ان لوگوں کا مجمع ہوجایا کرتا ہے اور انکی گفتگو کے خیالات بھی نئے نئے پیدا ہوتے ہیں اور گو وہ خیالات مذہبی امورات سے چنداں تعلق نہیں رکھتے مگر مذہب کی ترقی اور تنزل کے اسبابوں سے کسی صورت بری بھی نہیں ٹھہر سکتے جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں اگر فی الواقعہ صحیح ہو تو یہی سمجھنا چاہئے کہ پھر کسی مذہب میں بھی ترقی نہیں ہوگی ورنہ علم پڑھا جو محض انگریزوں کے آنیسے بڑھنا شروع ہوا ہو اور زیادہ بڑھنا پائیگا ملکہ ہو پار ہو ہارا اور لین دین سب کچھ جاتا رہیگا نہ میں اسطرح جاکر آرام کیجئے تو اب ٹھیک سکو گا اور نہ آپ دوسرے کی باتیں تسکین کے ساتھ سُننے پائینگے خدا کرے ان باتوں سے امان ہی رہے تو اچھا ہو۔ پوچ جی یوں تک کر بولے جانے دو ایسی بات ایسا ہی جو سب چیزوں کا نشہ کرنیوالی ہو تیتے تو عجب سناتی اب ذرا کھولکر کہئے کہ میں بھی سن لوں بھٹیارا کہتا ہے طرح دی اور ٹال مٹول کیا مگر پوچ جی کے اصرار اور بار بار کے تکرار سے اسکو بیان کرنے پڑا وہ کہنے لگا پوچھ زادہ دو والا صاحب … کی خاطر دیتا ہوں مگر مہربانی کرکے اس راز کو کسی دوسرے تک جانے نہ دیجئے یہہ لوگ بطور معجزوں کے خبر دیتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزوں کو نکالدینے اور ملک کی حکومت آپ سنبھال بیٹھنے کی پختہ تجویزیں قرار پاگئی ہیں پوچ جی بیٹھے باتیں دیکھنے لگے اور گھبرا کر بولے میں وہ کون ہیں جو آج اسطرح کی بات منہ سے نکالتے ہیں یہی یا نجولیکہ مریض تو نہیں کہ بیہودہ حرف زبان نکلتے ہیں ورنہ انگریزوں اور پھر اُنکا سامنا یہہ کہاں ہو سکتا ہو۔ انگریزوں کی طفیل پٹیالہ نابہہ جیند اور مالیرکوٹلہ وغیرہ ریاستیں بحال بدستور بنی بنائی چلی جاتی ہیں اور ہزاروں جانیں اسکے سایے میں چین آرام پاتی ہیں بھلے مانسوں کے لئے روکھی سوکھی روٹی اگر نہ تھی تو آج انہیں ریاستوں میں تھی مگر وہ عجب طرح کے لوگ ہیں جوان سب بیجے گھبرائوں کو بھی ہاتھ سے کھو بیٹھنے پر آمادہ ہوئے ہیں حقیقت میں کوئی چھٹے ہوئے اور پرلے درجہ کے بدمعاش ہونگے پیرجی کی تو ابھی … مجھکو دکھا اور دیکھ کر میں کس طور اُنکے مغز کا کیڑا نکال اُنکے دماغوں کی اصلاح کرتا ہوں یہ یہہ کہہ کے بڑی طیش میں اُٹھے مگر پاس سے چارپائی کی سنائی والے ناگے سے … ایک بوڑھے نے اُنکا ہاتھ پکڑ یہہ کہکے بٹھلا لیا کہ خفگی کی حالت میں کسی غیر شخص کے یہاں جانا مقتضے عقل نہیں ذرا دم لیجئے اور اسی آدمی سے کہدیجئے یہہ خود اُنکو کسی طور پر یہاں حاضر کردیگا علاوہ بریں آپ رئیس ہیں اور رئیس کو زیبا نہیں کہ ایک ادنی مسافر کے ڈیرے پر جاکر بے قدر گھٹاے اول تو اسی آدمی کی طرح وہ بھی پھرتے پھرتے خود یہاں نکلینگے ورنہ اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو شام کی ہوا خوری کرتے کرتے ہم اور آپ دونو سرا میں چل نکلینگے اور اُنکا … سب کچھ دیکھ لینگے فی الحال اسی شخص کی بات چیت سے دل بہلایئے۔ اس بات پر پوچ جی بیٹھ گئے اور وہ پیر مرد بھٹیارے سے یوں مخاطب ہوا کہ ہو جاتی تو وہی ہو جو کبھی چاند کے … سکول میں پڑھتا تھا

باقی آئندہ



چند خیالات

حضرت ابراہیم پیغمبر کے ایمان اور انکے بیٹے اضحاق کی قربانی پر

کبھی کوئی ہوا ایسے نازک ساتھ نہیں آزمایا گیا ہوگا جیسا حضرت ابراہیم کا ایمان خداوند تعالی نے آزمایا تھا۔ کیونکہ خداوند نے فرمایا اے ابراہیم تو اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق کو کہ جسے تو پیار کرتا ہے میری حضور میں قربانی پڑھا۔ جلاے غور کرو دنیا میں ایسا ایمان دار کون ہوگا جسکے دل میں ایسے آزمایش کے موقع پر ایسے خیالات پیدا نہ ہو دیں۔ کہ ہیں۔ اے میرے خدا کس قسم کی خونریزی تجھے پسند آئی۔ اگر ایسا ہی ہو تو کیا اسحاق کو ابراہیم کے ہاتھوں سے بنا ہو۔ کیا یہہ لڑکا جو تونے اس عمر میں بخشا ہے اسی واسطے دیا تھا کہ میں اس لخت جگر کو ہاتھوں سے کاٹوں۔ بھلا وہ برکات اور وعدے جو تونے اسی اسحاق کی نسبت پیشتر سے زمانے میں کسطرح پورے ہونگے اب میں اپنی ضعیف العمری میں سہارا کو جاکر کیا شہید ہوجاونگا اور کون حسبات کا یقین کریگا کہ یہہ جان سوز خون بیٹے تیرے حکم سے کیا ہے۔ ای خداوند خدا اگر تیرے حکم کبھی بدل سکتے ہیں تو یہہ حکم تو ضرور ہی بدل ڈال۔ کیونکہ ایمان کا نتیجہ ضرور ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں۔ لیکن ابراہیم کا ایمان خداوند کو معلوم تھا اور دیکھو کیسی بے حجت ابعداری کے ساتھ حضرت ابراہیم نے ایسے ہولناک حکم کی تعمیل میں کمر باندھی جیسے وقت معینہ پر علی الصباح اٹھکر اس جگہ کو روانہ ہونے کی تیاری کی کہ جہاں اسحاق کو قربان کرنیکا حکم تھا۔ اور جس نور چشم کو قربان کرنیکا حکم الہی ہوا تھا اسیکو ساتھ لیا۔ کون ایسا سنگدل ہوگا جو اپنے دل میں اس عجیب اور دردناک ماجرے کے تصور باندھکر آنسو نہ بہاوے اور لکھنے والے کی قلم ذرا کانپے۔ آہ ہرچند یہہ بات ابراہیم کو پسند ہوئی کہ اگر خدا نے اسحاق کو ہر حال لینا ہی ہے تو جلد اسی جگہ لے لیوے بھلا اور نہیں تو یہہ تین روز تو نہ دیکھوں کہ تین دن کا سفر اسی لخت جگر کے ساتھ طے کر دوں کہ جسکے لئے تیز چھوری میری کمر سے بندھی ہو۔ لیکن کیا مجال کہ یہہ ملال حضرت ابراہیم کا اسحاق تک بھی ظاہر ہوا ہو اور جب ایسی عجیب حالت میں اس پہاڑ کے پاس پہنچے کہ جہاں اسحاق کو قربان کرنا تھا حضرت ابراہیم نے نوکروں کو تو رخصت کر دیا اور وہ گٹھڑی لکڑیوں کی کہ جسکے ساتھ پیارے اسحاق کو جلا کر قربان کرنا تھا اسی نور چشم کے سر پر رکھوا کر پہاڑ کو چلے۔ مرحبا صد مرحبا۔ اس ایمان کو اور جلال و بزرگی اس خدا کو جو ایسا ایمان بخشتا ہے۔ لیکن جب خوبصورت پیارا سعادتمند نوجوان اسحاق وہ بوجھا اٹھاتے جاتا تھا۔ کیا حضرت ابراہیم کی آنکھوں سے خون کے آنسو نہ چلتے ہونگے۔ لیکن کیا مجال کہ اسحاق تک اس رونے کی یا سرد آہ کی آواز بھی پہنچی بلکہ اگر ابراہیم کو ناچار رونا ہی ہوگا تو عزیز اسحاق سے منہہ پھیر کر گریہ کیا ہوگا۔ لاشک تب ہی جب اسحاق جیسے نور چشم نے ابراہیم سے خود پوچھا کہ اے باپ آگ بھی موجود ہے اور لکڑیاں بھی ہیں لیکن قربانی کیلئے برہ کہاں ہے۔ یہہ تو یوں ہی کہ اگر ابراہیم کے دل میں خداوند کے حکم کی تعمیل کا نہایت مضبوط خیال اور سچا ایمان نہ ہوتا تو وہ یہی چھوری جو اسحاق کے واسطے تیز کی تھی اپنے ہی کلیجے میں مارتے۔

لیکن جب قربانگاہ کی لکڑیاں باپ بیٹے نے ٹھیک کیں تو باپ کو آخر کار بیٹے سے کہنا پڑا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے دیا تھا اسی کا حکم ہے کہ تو ہی میرے ہاتھوں سے اسکے حضور میں قربان کیا جاوے۔ کاش کہ خدا کا یہہ حکم ہوتا کہ تو مجھے قربانی پر چڑھاوے۔ لیکن آہ نور چشم اور جان سے عزیز اسحاق اور دنیا میں ضعیفی کے سہارے تو خدا کا حکم یوں ہی ہے کہ یہاں دم مارنیکی جگہ نہیں۔ جب یہہ بات پہلے اسحاق کے کان میں پہنچی ہوگی تو نہ معلوم کیا ہوا ہوگا۔ اور جب اس عجیب اور ہولناک حکم کو سنکر اسحاق کا رنگ کچھ بدلا ہوگا تو کیا کیا تجربان ابراہیم کے دل میں نہ چلی ہونگی۔ لیکن مبارک ہے ایمان ایسے باپ اور بیٹے کا۔ کہ اسحاق نے جسوقت اپنے پیارے باپ کی زبان سے یہہ حکم سنا تو فوراً اپنے تئیں انکے آگے ڈال دیا اور اپنے ہاتھ پانو جیسے چھوٹا کر مشکیں کسوالیں۔ آہ اس تابعداری اور سعادتمندی نے ابراہیم کے زخم جگر پر اور بھی نمک چھڑکا ہوگا۔ لیکن دیکھو کہ جب ابراہیم نے چھوری نکالی اور دل ہی آسمان کی طرف دیکھا چاہا کہ ایک ہاتھ سے اسحاق کا کام تمام کرے خداوند کے فرشتے کی آواز آسمان سے آئی کہ اے ابراہیم تجھ پر خداوند فرماتا ہے کہ تیری قربانی منظور ہوئی اسحاق کو اٹھائے اور اسکی جگہ اس جنبڑے کو قربان کر جو اس جھاڑی میں ہے۔ اگر حضرت ابراہیم خداوند کے حکم کی پیروی میں (خواہ کیسا ہی سخت اور عجیب حکم ہوا ہو) کامل ثابت قدم نہ رہتے تو اس وقت کی خوشی کو جو حد بیان سے باہر ہے کسطرح حاصل کرتے۔ اے صاحبان حق تو یہ ہے انجیل

جنہیں کو کسی قدر غور سے دیکھتے ہیں اور ایک وہ دلی کیسی حالت میں ہیں یعنے ہر طرح کی دنیاوی محبت اور رشتے انکو ایک طرف کھینچ رہا ہی اور مسیح کی محبت دوسری طرف زور مارتی ہی یقین جانو کہ جبتک ابراہیم کیطرح ایک دل ہوکر اسحاق کو قربان کرنے پر کمر باندھکر تیار نہ ہوگے یعنے ان سب چیزوں کو جو نظر آتی ہیں خداوند عزوجل کی محبت کے مقابلہ میں خاک اور دھول نہ سمجھوگے تب تک وہ شے کہ جسکے لئے کبھی کبھی آنکی مدد بھرتی ہی حاصل نہ کروگے۔ اور اگر ساری عمر کو اس دو دلی کی حالت میں خرچ کروگے تو آخرکار یہہ افسوس کرتے ہوئے کوچ کروگے کہ جس چیز کی خاطر خدا کے حکم ٹالا وہ چیز بھی نہ رہی اور میں بھی چلتا ہوں اب کیا منہہ اس خدا کو دکھاؤنگا جسپر یہہ حالت گذریگی وہ بھی جانیگا اور زیادہ افسوس یہہ ہوگا کہ وقت بھی گذر گیا ہوگا۔ اگر خداوند کے حکم کی تعمیل کروگے اور جہان جاکر اسکے روحانی محبت کے اثر کو بلا روک اپنے دلپر ہر طرح سے اور حالت میں موثر ہونے دوگے تو وہ باتیں تمہارے لئے موجود ہیں کہ انکا اسحاق (یعنے جو چیزیں تمہیں عزیز ہیں) بھی آپکو مبارک رہیگا اور خداوند کے جلال میں آخرکار داخل ہوگے۔

خداوند تعالے نے اسحاق کو صرف مانگا تھا لیکن بچا نہیں لیا ہم گنہگاروں کی خاطر اُسنے اپنے اکلوتے مسیح کو درحقیقت دیدیا اور ہمارے گناہوں کی خاطر وہ قربانی ہوا گیا تاکہ ہم گناہوں کی سزا سے نجات پاویں بہت سے لوگ جو عیسائی دین کے دربردہ قائل ہیں اور کبھی کبھی ارادہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے خداوند کا اقرار دنیا کے روبرو کریں اکثر دنیاوی نقصان کی خاطر پس پڑ جاتے ہیں لیکن یہہ نہیں جانتے کہ جو دنیاوی برکات خداوند کے نزدیک ہمارے فایدہ کے ہیں انکو ہم سے چھین کر خدا تعالے خوش ہرگز نہیں ہوتا اور نہ چھینتا ہی ہو لیکن یہہ البتہ چاہتا ہو کہ ہم اس خداوند سے ان سے زیادہ محبت رکھیں جو مال اسباب عزت یار دوست اور رشتہ داران وغیرہ سے رکھتے ہیں۔ اور جب ایسا کروگے تو کبھی نہ پچھتاؤگے۔ انجیل میں لکھا ہو کہ جب اس دنیا کی امین کہ جسکی محبت میں کسیقدر غرض بھی ہوتی ہو بیٹے بال بچوں کو اچھی چیزیں دیکر خوش ہوتے ہیں تو کتنا زیادہ وہ باپ آسمانی باپ یعنے خداوند خدا ہمارے کل حوایج کیا دنیاوی کیا روحانی پوری کرکے خوش ہوگا۔

ای میرا دو۔ عزیزو۔ دوستو۔ اگر دنیاوی محبت کے خداوند کی خاطر کنارہ کشی کرنے میں کمزوریت اور دقت معلوم ہوتی ہو تو ہماری ضعیف الاعتقادی کا ثمرہ ہو ورنہ جیسے ڈھونڈتی ہی پاتا ہو اور جیسے مانگا ہو اسکو دیا گیا ہو بس جسطرح کہ مانگنے کی شرط ہو اسیطرح خدا سے مانگو تو ضرور بالضرور پاؤگے البتہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک ہاتھ خدا کے آگے پسارو اور دوسرے شیطان کو دو۔

کس نبودم کہ گم شد از رہ راست خاکسار م۔ د۔ ضلع فیروزپور پنجاب۔

بقیہ اہل اسلام کے اعتراضونکے

جواب میں

اس سے معلوم ہوا کہ خدا دیکھا جائیگا اور جب کوئی شے نمودہ ہوکر دیکھی جاتی ہو تو اُسکی حدیں بھی ظاہر ہونگی کیونکہ ہم صرف حدوں کو دیکھ سکتے ہیں تو جب خدا دیکھا گیا تو پھر وہ بجد کس طرح ہوا اگرچہ ہم ان دونو باتوں کا پورا پورا بیان نہیں کرسکتے پر تو بھی ہم جانتے ہیں کہ دونوں باتیں سچ ہیں یعنے خدا دیکھا بھی جائیگا اور وہ بحد بھی ہو۔ تو اس سے ثابت ہو کہ اگر باتیں حقیقت میں سچی ہیں مگر ان پر اگر کوئی شبہ کیا جاوے تو ہم اس شبہ کو رفع نہیں کرسکتے۔ مثلاً ہم سب جانتے ہیں کہ خدا مہربان ہو۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیسی مہربانی ہو کہ جانوروں کو ایسا بنایا کہ ایک دوسرے کو کھاویں اور سانپ کے منہہ میں زہر بھر دی کہ لوگوں کو کاٹے۔ پھر ظاہر ہو کہ خدا رحیم ہو پر اگر کوئی کہے کہ یہی رحم ہو کہ گنہگار جہنم میں ڈالے جاویں یہہ تو بالکل اسکی بیرحمی ہو تو ہم اسکو کیا جواب دینگے معترض کا اعتراض ہو کہ تمام الوہیت مسیح میں تھی اور جگہہ خدا بالکل موجود نہ تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ یہہ نتیجہ اس نے کہاں سے نکالا ہو۔ سب لوگ بالاتفاق یقین کرتے ہیں کہ خدا ہر ایک جگہہ حاضر اور موجود ہو۔ مگر اسکا جسم بالکل نہیں ہو۔ اگر جسم فرض کیا جاوے تو اُسکے اجزا ضرور ہونگے مگر اسکے اجزا نہیں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہر ایک جگہہ کل حاضر و موجود ہو جب یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی تو اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ خدا اور جگہہ نہ ہوگا۔ بس یہہ کیا بات ہو ہم تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں جو انجیل میں لکھا ہو کہ خدا مجسم ہوا اگر یہہ عقل سے بعید ہو تو عقل کے برخلاف بھی نہیں ہو۔ اور خداوند عیسیٰ مسیح یہہ نہیں فرماتا کہ خدا کی ہستی جسم میں محدود ہو جب وہ دنیا میں تھا تو اُسنے فرمایا کہ کوئی شخص آسمان پر نہیں گیا مگر ابن آدم جو آسمان پر ہو*

لوگ یہہ بھی سوال کرتے ہیں کہ مسیح جو تین دن تک دوزخ میں رہا تو خدا دوزخ میں رہا یہہ انجیل میں نہیں ہو کہ عیسیٰ تین دن یا تین ساعت تک دوزخ میں رہا مگر یہہ لکھا ہو کہ وہ جسم کے رو سے مارا گیا اور روح سے زندہ کیا گیا اور اُس سے اُن روحوں کے پاس

جو قید میں تھیں بلکہ منادی کی جو آگے نافرمانبردار تھیں جسوقت کہ خدا کا صبر نوح کے دنوں میں انتظار کرتا تھا فقط یہہ مشکل آیت ہی اسکے معنے بعض کچھ سمجھتے ہیں اور بعض کچھ کہتے ہیں لیکن اس سے یہہ نہیں نکلتا کہ مسیح دوزخ میں رہا مگر ایک عبارت کی کتاب ہی جسمیں یہہ لکھا ہی سو وہ الہام سے نہیں لکھی گئی انسان کی بنائی ہوئی ہی اور اُسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ عالم ارواح میں تین روز تک رہا اور وہ درست ہی *

مکتہ محمدی دعوے کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کہنا انجیل کی تعلیم کے برخلاف ہی اسلئے کہ انجیل میں لکھا ہی کہ یسوع نے فرمایا کہ قیامت کا دن بیٹے کو معلوم نہیں اور اُسنے دعا مانگی کہ اے باپ اگر ہو سکے تو یہہ پیالا مجھ سے دور ہو اور مصلوب ہو کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنے اے میرے خدا کیوں مجھے چھوڑا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ عیسائی لوگ جانتے ہیں اور خوشی سے اقرار کرتے ہیں کہ مسیح میں پوری انسانیت تھی جیسے پوری الوہیت تھی وہ مریم سے پیدا ہوا الحکمت اور قدّ اور خدا اور انسان کے پیار میں بڑا ہمیشہ کھاتا پیتا خوش اور غمگین رہتا تھا وغیرہ مطلب ہر گز یہہ سب باتیں اُسکی انسانیت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن وہ یہہ نہیں ظاہر کرتی کہ اس انسانیت کے اندر الوہیت نہ تھی جیسا کہ انسان کا جسمانی ہونا اُس کی روحانی ذات کے برخلاف نہیں ہی اسی طرح بعض آیات میں اُسکی الوہیت کا اور بعض میں اُسکی انسانیت کا ذکر ہی اسی سبب سے یسعیاہ کے نتا نویں باب میں لکھا ہی کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا ہی اور ہمکو ایک بیٹا بخشا جاتا ہی کہ سلطنت اُسکے کاندھے پر ہی اور اُسکا نام عجیب مشیر خدا قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہی *

باقی آیندہ

الزامِ ناحق

صاحب شعلہ طور کا چوبیسویں پرچہ مطبوعہ ۔ نومبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ امرتسر جیل کے منظوروں کی غفلت یا بے رحمی سے ناحق خون ہو گیا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ دو شخص باپ بیٹا مسمی پنجاب سنگھ باپ اور مسمی سندر سنگھ بیٹا قیدی نے منتظمان جیل کی معمولی کارروائی سے انکو بیس بیس سیر پختہ گیہوں پیسنے کو ملتے تھے چونکہ اس ملک کے دستور یہہ کام گویا ہی سخت گیہوں نہ ہو کر عورتوں کا کام ہی لہذا مرد وانکو چکی کا پیسنا موت سے کم تصور نہیں کیا جاتا۔ وہ دونوں باپ بیٹا قیدی اس شقت سے تنگ آکر خود کشی کا ارادہ کرتے تھے مگر کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی ایک روز باپ نے بیٹے سے کہا کہ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں تجھکو ہلاک کروں مگر تو مجھکو مار ڈال اور میرے قتل کے عوض تجھکو پھانسی ہو جاویگی اسی طرح ہم دونوں اس بلا سے نجات حاصل کرینگے ورنہ ممکن نہیں کہ سپرنٹنڈنٹ جیل یا داروغہ وغیرہ کارپردازان جیل رحم کریں ایک روز بیٹے نے چکی کا پاٹ اپنے باپ کے سر پر مار اُسکا کام تمام کیا اور عدالت میں قتل کی وجہ صاف صاف بیان کر دی۔ شاید یہہ قاتل قیدی جسے بیزاری اور رو چاری کے سبب اپنے باپ کو قتل کیا پھانسی پاویگا۔ مگر گورنمنٹ کو مناسب ہی کہ آیندہ ایسے چکی کے کام سے اپنے سخت اور تند خو کارپردازان جیل کو باز رکھے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیل منول میں صاف ہدایت ہی کہ ہر ایک قیدی کو بیس ہی سیر گیہوں پیسنے لے مگر ہر طرح سے قیدی کی حیثیت کو دیکھ لینا داروغہ خصوصاً ڈاکٹر صاحب پر فرض ہی۔ کچھ شک نہیں یہہ فعل کارپردازان کی غفلت یا بے رحمی سے ہوا۔ کیونکہ گورنمنٹ دار و غہ لوگوں کی عام عادتوں سے خوب واقف ہی ہماری یہہ رائے ہی کہ آیندہ کو گیہوں کی مقدار کم کر دینی چاہئے اور بعض لوگوں کو اس مشقت سے بھی مستثنیٰ رکھنا مناسب ہی فقط۔

صاحب شعلہ طور کا یہہ اعتراض کہ منتظمان جیل کی غفلت یا بے رحمی سے یہہ خون ہوا بالکل نامناسب ہی کیونکہ جب مجرم کیواسطے حاکم ذی اختیار کی پیشگاہ سے قید با مشقت کا حکم صادر ہو اور مشقت نہ لیجاوے تو اول تو عدول حکمی دوم فرض کا نہ ادا کرنا سیوم جنکے ارتکاب جرم کا کیا ہوا اُسپر رحم کرنا عام لوگوں کو ترغیب جرم ہی۔ اور جس حالت میں ہر ایک قیدی با مشقت کو یہہ بیس سیر گیہوں پیسنا پڑتا ہی تو ہر ایک جیل خانہ میں سال بسال سیکڑوں قیدی اسیطرح قتل ہو کرنے اور قاتل بیان کیا کرتے کہ ہمسے آٹا نہیں پیسا جاتا اسواسطے ہمنے یہہ فعل کیا اب ہمکو پھانسی دیدو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بعض مجرم دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ قید ہوتے ہیں اور برابر آٹا پیستے ہیں اگر پیسنا عار سمجھیں تو وہ بار بار کیوں قید ہونیکا کام کریں اگر حسب رائے صاحب شعلہ طور جیل والے رحم کریں اور کچھ تھوڑا سا پولیس والے بھی تو ہندوستان میں خرد ریجے خونی کا عمل دخل ہو جاوے یہہ اعتراض گورنمنٹ پر ناحق کا لگایا گیا ہی نہیں معلوم کہ بیٹے نے باپ کو کسواسطے مارا ہی فقط۔

اگر جیل خانہ میں عمدہ عمدہ فرش فروش اور عیش کے تمام سامان سرکار مہیا کرے صاحب شعلہ طور کو دکھا منظور ہو تو ہر کی صورت قید ہونے واسطے بن سکتی ہی۔

منقولات

بقیہ درس درباب تثلیث

پس چاہیے کہ اُسکی پاک ذات میں علم اور ارادہ و خلق کی قوت ہو لہذا لازم آتا ہے کہ علم ذات سے اور ارادہ ذات و علم سے امتیاز رکھتا ہو اس حالت میں ضرور ہے کہ شخص حق جو نسبت ثلاثہ ذات کا قائل ہو کے تثلیث کو قبول کرے کیونکہ جو شخص فقط وحدانیت کو مانے اُسکو چاہیے کہ اُس علم اور ارادہ سے جو خدا کی ذات میں ہے انکار کرے اسواسطے کہ اگر اُنکو قبول کرے تو وحدت محض نہیں بلکہ وحدت میں کثرت ہوگی اور اگر کوئی خدا کی ذات کے علم اور ارادہ کا منکر ہو تو ایسے شخص کی خلاف اور باطل فکر کے موافق خدا فقط ایک خیال یا ایک وجود بے عقل و علم و ارادہ ٹھہرے نعوذ باللہ آدمی سے بھی کمتر جسے کچھ نہو گا پر ایسے جھوٹے خیال سراسر کفر ہیں۔ پر ہر شاہد عقل پر یقین ظاہر کہ خدا کی ذات وحدت محض نہیں بلکہ تثلیث پر مشتمل ہے چنانچہ خدا تعالے نے اپنے تئیں اپنے کلام میں اسی عبارت اور تفسیر سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن اس حالت میں عقل کو تردد و سرگردانی ہوتی ہے کیونکہ ایک طرف سے عقل سلیم کے تقاضا کے موافق لازم آتا ہے کہ وجود مطلق وحدت محض و مطلق ہو اور پھر دوسری طرف سے اُسی عقل کے تقاضا کے موافق یوں لازم آتا ہے کہ خدا کی ذات میں علم اور ارادہ بھی ہو مگر اس صورت میں کہ وحدت محض اُسکو قبول نہیں ہے پس انسان باوجود تمام عقل و کمال کے اس مقام میں لاچار و سرگردان رہتا ہے لیکن یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ خدا کی پاک ذات کو دریافت کرنا اور سمجھنا عقل کی طاقت و حکمت سے باہر ہے اور عقلمندوں کے لئے اسی سرگردانی و لاچاری میں یہہ حکمت اور نصیحت نکلتی ہے کہ بیان حقیقت انسان کی تاریک عقل میں نہیں بلکہ صرف خدا میں ہے اور بندوں کے لئے فقط خدا کے کلام سے حاصل ہوتی ہے اور بس اور جب تک آدمی دل سے اُسپر رجوع نکرے اُسے تک حقیقت کو نہ پاویگا ٭

پس اے اہل حاضرین جب کہ ہر ایک دانا و ہوشمند اپنی اپنی تعلیم کے لئے خدا کی کتاب سے یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ہر ایک شے میں قوت کثرت ہو جو وحدت پر مشتمل ہے اور تو بھی اُسکا وجود اُسکی قوت کثرت پر موقوف نہیں ہے اور نیز بھی وہ شے ایک وجود کامل رکھتی ہے تو ہم پھر یہہ سوال کرتے ہیں کہ خدا کی نسبت ایسا ماننے میں کہ تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث پر موقوف ہے کونسی قباحت لازم آتی ہے اور اس عقیدہ میں کہ مسیحی وحدت میں تثلیث اور تثلیث میں وحدت کو مانتے ہیں کونسا نقصان ہے علاوہ اسکے یہہ تعلیم کچھ انکی گھڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ کلام ربانی کی ہے جسکا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے پس اب آپ ہی صاحب انصاف فرمائیں کہ جب ایک بات کے ماننے کی نسبت خود خدا فرماتا ہے تو کیا ہم اُسکے فرمانے کو رد کر کے اُسکے کلام کے مقابلہ میں انسان کی بات کو زیادہ ترجیح دیں یہہ ہم مسیحیوں پر کیا بلکہ اُسکے فرمان کو کل کو ماننا لازم ہے کیونکہ انسان کی زندگی کی اول و آخر غرض یہہ ہے ہو وہیں ٭

باقی پھر آیندہ

اخبارات ملکی و ولایتی

لاہور ہمارے کارسپانڈنٹ صاحب مقام لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر بروز جمعہ ۳۰- ماہ گذشتہ عیسائیوں کا ایک میلہ شالامار باغ میں ہوا اس میلہ میں آنے کے لئے ایک یورپین کرنل کی طرف سے پنجاب کے سارے عیسائیوں کی دعوت تھی۔ چنانچہ اکثر جگہوں سے بھائی لوگ اکٹھے ہوئے۔ اور اس میلہ کا خاص وقت دو بجے سے شروع ہونا تھا لیکن اتفاق سے ایسا ہوا کہ اسیدان کی ایک سایہ میں انگریزوں نے بھی اپنا جلسہ ٹھہرایا تھا چنانچہ قریب دس بجے سے وہ آنے لگے۔ اور اس بارہ دری میں جو باغ کے بیچ میں واقع ہے اپنا ڈیرا جما بیٹھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد گانا بجانا شروع ہوا۔ اور بیچے عورتوں کو ساتھ لیکے ناچنے لگے۔ ایسا کرنا اگرچہ ہم ہندوستانیوں کی نظروں میں نہایت قبیح ہے اور سخت بدتہذیبی کی بات ہو لیکن انگریزوں میں اسکا کچھ عیب نہیں گنا جاتا کیونکہ ہر ایک شخص کا دل علیحدہ طبیعہ وہی ہے پھر دو بجے کے نزدیک عیسائی آنے لگے۔ اور یورپین پادری صاحب بھی آئے۔ پر جگہ کی نہایت تنگی تھی۔ آخرکار باغ کے ایک کونے میں جا سب بیٹھ گئے۔ تو پہلے امرتسر اور لاہور کے عیسائی بھائیوں نے مقابلہ کر کے ایک بھجن گائے۔ بعد ازاں کئی ایک پادری صاحبوں نے دعا بندگی کی۔ اور گیت بھی گائے۔ اور بتایا گیا کہ اس میلہ سے یہہ ارادہ رکھا گیا ہے کہ مختلف جگہ کے عیسائی بھائی ایکدوسرے کی ملاقات سے خوش ہو ویں۔ اور آپس میں محبت بڑھے اور کرنل صاحب نے بھی جنکی طرف سے اس میلہ کا

سلسلہ انتظام تھا۔ ایک چھوٹی سی تقریر کی۔ جس سے اُنکے دل کی صداقت و محبت اور ایمان ظاہر ہوتا تھا۔ بعد ازاں لاہور کے مشن کے لئے کچھ چندہ ہوا۔ پھر کچھ کھانے پینے کی باری آئی۔ اب اُسوقت عجیب تماشا ہوا۔ پہلے چار پانچ منٹ تو کچھ کچھ انتظام رہا۔ مگر پیچھے پہلے لڑکے ایکدوسرے سے چھین کر کھانے لگے۔ تب بہت بڑے بڑے بھی شامل ہو گئے۔ آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ ویسی عیسائیوں میں سے تھوڑے ہونگے جنہوں نے کسی اور سے چھین کے کوئی چیز نہیں کھائی اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس نامناسب اقدام کا کیا سبب ہے۔ بعضوں سے اسکا باعث پادری صاحبوں کی بےانتظامی کا قصور سنا گیا۔ اگرچہ یہہ بھی کسی درجہ تک درست معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل سبب اسکا یہی ہے۔ جو اہل دانش و بینش پر واضح ہے۔ کہ گرسنہ ہو یا سیر خاطر کیا سبب ہو فریہ تریں لقمہ آرد شتاب۔ اب میں کہتا ہوں کہ ایسی عادت کا ہر قوم میں ہونا اور خصوصاً عیسائیوں میں جو مسیح کی پیرو کہلاتے ہیں۔ نہایت نامناسب اور سخت شرم کی بات ہے۔ میری ان ساری باتوں سے یہہ غرض نہیں کہ میں کسیکی ہجو کروں بلکہ ہر ایک عیسائی بھائی سے جو میلہ میں حاضر تھا بمنت عرض کرتا ہوں کہ یہ بات ذرا اپنے دل میں سوچیں کہ تھوڑے شخصوں کی ایسی حرکت کرنے سے غیر قوم کے دل پر کیا اثر ہوتا ہوگا لیکن یہی کہ سارے عیسائی ایسے ہی ہوتے ہیں اور اُنکا مذہب بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ سنتے ہیں کہ گاؤں سے دور طرف زار بہ پیادہ یہ ہمہ گاؤں وہ ورا۔ اب کہ وقت گذشتہ ہاتھ نہیں آتا۔ تو کہہ دیکھتے ہیں کہ گذشتہ نتیجہ گذشت۔ پر آئندہ کو اسباب کو محفوظ رکھنا مناسب سمجھیں۔ اور اپنی ہر حالت ہر جگہ میں ایسا نمونہ دکھلاویں۔ کہ غیر لوگ بے اختیار ہمارے خداوند مسیح کیطرف کھنچے ہوئے چلے آویں۔ اب میری یہی خدا قادر مطلق باپ سے یہہ دعا ہے کہ وہ خدا ہمارے باپ تو ہم سب کو ایسی طاقت عنایت کریگا کہ ہم خداوند مسیح کے نقش قدم پر چلا سکیں۔ خداوند مسیح کے وسیلے آمین

شہد کا ذخیرہ کیلیفورنیا میں پہاڑی شہد کا ایک وسیع ذخیرہ برآمد ہوا ہے جس وقت کانجن کچھ مزدور بعض ٹیلوں کو کاٹ رہے تھے کہ شہد کا ذخیرہ اُنکو نظر پڑا اُنہوں نے ایک لکڑی لیکر اُسکے اندر داخل کی مگر اُنکو اس بات سے نہایت تعجب ہوا کہ اُس غار کے تلے کا کہیں نشان نہ تھا جبکہ اُنہوں نے اُس لکڑی کو باہر نکالا تو اُسمیں سے شہد کا نکلنا شروع ہوا اور بہت جلد کئی ڈول اور دو پیپے اوس سے بھر گئے اور پھر بھی شہد کا نکلنا بند نہ ہوا آخر کار پہاڑ کا ایک حصہ اڑا گیا اُسمیں سے کئی من شہد نکلا جبکہ اُس غار کو پیچھے دیکھا جہاں کھیاں جاتی ہوتی ہیں تو یہہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ایک چوتھائی میل تک وسیع ہو۔ لوگوں کا مقولہ ہو کہ یہہ کل غار شہد سے بھرا ہوا ہوگا۔

فصل اضلاع شمال و مغرب کی فصل کے آثار اچھے ہیں حسب رپورٹ کے طور پر بدستور قابل اطمینان خبریں آئی ہیں مگر ہر گنہ ڈبیر واقع ضلع الورہ سے بشدت اولے پڑنیکی خبر آئی ہو جسکے باعث سے تھوڑے رقبہ میں نقصان کثیر ہوا۔

طہران ایک انگریزی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے طہران سے یہہ خبر بھیجی ہو کہ شاہ ایران نے قحط سالی کے سبب سے جو شیراز میں ہو رہی ہو مجبوری شہر اپنے جانا قصد ترک کر دیا ہو۔ شاہی خزانہ میں روز بروز روپیہ کی قلت ہوتی جاتی ہو اور رعایا کے تمام فرقوں کی نارضگی بھی کسیقدر بڑہتی جاتی ہو۔ شاید شاہ ایران والئے روم کی قدم بقدم چلتے ہونگے جو ایکی رعایا شاہ سے ناراض ہو یا کہ جس طرح والی روم نے قحط سالی میں اپنی رعایا کو بطور دستگیری کے کچھ نہیں دیا تھا یہ بھی نہ دیتے ہوں۔ رعایا کا نارضا ہونا والی سلطنت کے حق میں بہتر نہیں ہوتا ہو۔

گورنر گورنر جنرل آف انڈیا بھی وسط دسمبر ۱۸۷۹ء کو بمبئی حاجیب بہادر کے بمبئی میں تشریف لانے والے ہیں فقط۔

سوہن لال عیسائی صاحب اخبار وکیل ہندوستان رقم طراز ہیں کہ لاہور کے ایک اخبار کے کارسپانڈنٹ نے خبر دی ہو کہ یہہ لڑکا نابالغ عیسائی ہوا ہو مگر اُس کارسپانڈنٹ کی غلطی ہو کیونکہ سوہن لال آدمی بالغ ہو جسنے عدالت ضلع سے ضابطہ کی رو سے اجازت حاصل کرکے ۲۰ تاریخ ماہ گذشتہ کو پادری ابعث ایچ بیرنگ صاحب کے ہاتھ سے بپتسما پایا۔

ہمنے سنا ہو کہ سوہن لال عیسائی کا بھائی جو جنڈیالہ ضلع امرتسر میں رہتا ہو وہ اس بات کو مشہور کرتا ہو کہ وہ عیسائی نہیں ہوا لیکن اُسکی یہی طرح غلطی ہو در حقیقت میں قاعدہ کی رو سے عیسائی ہو گیا ہو لہذا لازم ہو کہ کوئی شخص غلط خبر کو معتبر نہ سمجھیں۔

اکثر لوگ جب اُنکا کوئی رشتہ دار دین حق کو قبول کرتا ہو تو ایسی ہی ایسی خبریں اُڑایا کرتے ہیں اگر لاہور کے ایک کارسپانڈنٹ صاحب متعصب نہ ہوتے تو وہ بھی یہہ خبر نہ اڑاتے۔

شرابی رئیس اخبار تحفۂ پنجاب امرتسر میں لکھا ہو کہ سردار صاحب میونی کو شراب سے از حد رغبت ہو اور...

ایک روز حد سے زیادہ پی لی اور قریب مرگ ہو گئے اسکی اطلاع صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کو پہنچی صاحب موصوف نے اپنے اہلکار کو بھوانی بھیجکر سردار صاحب کو انبالہ میں طلب کیا۔ سردار صاحب جب انبالہ میں پہنچے تو انکو دنیا کی کچھ خبر نہ تھی مگر اب علاج ہونے سے کچھ ہوش درست ہوئے ہیں۔

افسوس کہ ہند کے اکثر رئیس بجائے خبرداری رعایا کے خود شراب وغیرہ امور واہیات میں پڑکر بیخبر ہو جاتے ہیں اور جب سرکار کچھ بھی بابت انکی بہتری کے واسطے کرتی ہے تو فوراً چیخ اُٹھتے ہیں۔

جاپان کہتے ہیں کہ جاپانی لوگ اپنے فوجداری قوانین کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور جو سزائیں سخت بیرحمی میں داخل ہیں انکو یک قلم موقوف کر دینگے۔ سرکار انگریزی کے قانون و عمدہ اصول کا پرتو جاپان بھی جا پڑا۔

بمبی ۷ نومبر کو جناب ویسرائے صاحب بہادر بمبی میں رونق افزو ہوئے اور رعایا شہر نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا اور ۱۰ نومبر کو جناب ویسرائے بہادر اُس شہر سے لاقی ہوئے۔

شاہ برہما کا ارادہ ہے کہ جب شاہزادہ صاحب کلکتہ میں رونق بخش ہوں تو اپنا وکیل انکے حضور بھیجیں۔

والئی پٹیالہ کہتے ہیں کہ دسہرہ کے روز جب مہاراجہ صاحب نے جلوس فرمایا تو پندرہ لاکھ روپیہ کا زیور پہنے ہوئے تھے۔

بنگالہ ایک اخبار بیان کرتا ہے کہ ملک بنگالہ میں بارش کی از حد ضرورت ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اب بارش نہ ہوئی تو قحط سالی ہو جاویگی۔

کابل انڈین پبلک اوپنین میں لکھا ہے کہ پشاور میں پھر کابلی لٹے ہوئے ہیں اور امیر صاحب کے ظلم کی شکایت کرتے ہیں۔

امرتسر ہفتہ گذشتہ میں ایکسو ساٹھ آدمی فوت ہوئے تھے ہفتہ حال میں ایکسو اٹھاسی۔ بیماری تپ کا بڑا زور ہے۔

رپورٹ مشن امریکن مشن واقع لودیانہ سے معلوم ہوا کہ ۳۸۴ آدمیوں نے سال گذشتہ میں بپتسما پایا یہ آدمی ساکنان علاقہ انکو لے کے تھے علاقہ انکو لے کے مشن میں ۷۰۲ آدمی عیسائی رہتے ہیں اور ۱۲۴ دیہات میں سکونت پذیر ہیں۔

ترکستان کی سلطنت قرض سے بہت زیربار ہو گئی اور روز بروز ہوتی جاتی ہے اسپر صاحب فرینڈ آف انڈیا فرماتے ہیں کہ اگر ایسا ہی حال رہا تو عنقریب سلطنت ترکستان دیوالہ نکالے گی کیونکہ انکو سرکاری اشتہار سے معلوم ہوا ہے کہ سال حال کا بجٹ جب پیش ہوا تو پانچ کروڑ روپیہ آمدنی سے زیادہ خرچ معلوم ہوا جب سلطان کے قرضدار سود کا تقاضا کرتے ہیں تو بجائے خزانہ میں دینے کے اور قرض لیکر سود ادا کرتے ہیں۔

روس آجتک شاہ روس کی سلطنت میں کسی جگہ انجیل نہ چھپ سکتی تھی اور نہ فروخت ہونے پاتی تھی مگر شاہ روس نے اب حکم دیدیا ہے کہ روس کی سلطنت میں جس جگہ چاہے کوئی انجیل کو فروخت کرے اور چھاپے خدا کی برکت روز بروز ترقی پر ہے کیونکہ خاص دشمن جو انجیل کے مثل شاہ روم وغیرہ کے تھے اُنھوں نے عام اجازت منادی کی دیدی ہے۔

بیبل سوسائٹی کے وسیلہ سے ۱۵۰ زبانوں میں اور ۲۰۰ مختلف بولیوں میں انجیل ترجمہ ہو چکی ہے اسپر جناب لارڈ سلیبری صاحب فرماتے ہیں کہ اسقدر انجیل لنڈن کے دو سوسائیٹیوں کی رو سے چھپ چکی ہے کہ اگر فی کس کو انجیل دیجاوے تو دنیا کے تمام لوگوں کو دستیاب ہو سکتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک گھر میں اس حساب سے یک جلد کلام الٰہی کے بہم پہونچ سکتی ہے۔

لودیانہ

خبر مقدم شہزادہ صاحب بہادر پرنس آف ویلس کی آمد آمد کی خبر انگلستان و ہندوستان میں شہرت پذیر ہوئی سو شہزادہ صاحب موصوف بخیر و عافیت انگلستان سے چلکر ۸ تاریخ بروز دوشنبہ وارد شہر بمبی ہوئے جنکی آمد کی خوشخبری میں تمام اضلاع ماتحت سرکار انگلشیہ کے سلامی توپوں کی سر ہوئی چنانچہ ہمارے اس شہر لودیانہ میں ۹ نومبر کو ۸ بجے صبح کے سلامی سر ہوئی ہماری دعا ہے کہ جس مطلب و مقصود کے لئے شہزادہ بہادر ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے با مراد و سیر و سیاحت کر کے انگلستان میں جاویں۔

۸ تاریخ کو حسب الحکم سرکار دولت انگلشیہ کے دستور گدی نشینی نواب صاحب مالیرکوٹلہ عمل میں آئی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس وغیرہ حکام لودیانہ بھی اس تقریب میں مالیرکوٹلہ تشریف فرما ہوئے تھے۔

لوگ کیا کہتے تھے اور دیکھتے ہیں کہ سرکار اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتی اور یوں ہی ظالم فوں ایسے معاملہ میں کیا کرتی ہے اب انکے منہ پر ہوائیں چھوٹ گئیں اور بعض بعض اصحاب جو نواب صاحب کی اس خوشی کو دیکھ سکے تھے جو اب مالیرکوٹلہ سے دو دو دن کو سٹھاور جگہ چلنگے جنمیں سے ایک صاحب لودیانہ میں بھی آئے ہیں۔

جو بڑے نواب علی محمد خان صاحب بہادر نے رفاہ عام

[illegible]

